REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۸/۱۳ ۲۵ اخاء ۱۳۳۸ھش ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء نمبر ۲۵۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق اطلاع

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۲۴ ر اکتوبر بوقت ۹ بجے صبح

الحمد للہ کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ کل عصر کے بعد حضور خدام کے اجتماع میں تشریف لے گئے اور کار میں بیٹھ کر حضور نے مقام اجتماع کا چکر لگایا جس سے خدام کے حوصلے بلند ہوئے الحمد للہ علی ذالک۔ رات نیند اچھی آگئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔ احباب جماعت نہایت التزام کے ساتھ حضور کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی صحت

ربوہ ۲۴ ر اکتوبر۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت کل بے چینی کے باعث خراب رہی۔ رات درد میں کمی رہی۔ احباب جماعت کی خدمت خاص دعاؤں کی درخواست ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے اٹھارویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور پیغام

اشاعتِ اسلام کیلئے نسلاً بعد نسلٍ زندگیاں وقف کرنے اور قیامت تک دنیا کے ہر ملک میں اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنے کا نیا عہد

"خدام اور انصار نسل در نسل اپنے اس عہد کو دہراتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسلام دنیا کے چپہ چپہ پر پھیل جائے"

ربوہ ۲۴ ر اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ کے اٹھارویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر (جس کا افتتاح کل مورخہ ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۵۹ء کو نماز جمعہ کے بعد عمل میں آیا) خدام کے نام اپنے ایک خصوصی پیغام میں خدام سے تبلیغ اسلام کے مقدس فریضے کو نہ صرف اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک پوری تندہی اور جانفشانی سے جاری رکھنے کا عہد لیا ہے بلکہ ان سے یہ عہد بھی لیا ہے کہ وہ نسلاً بعد نسلٍ اس عہد کو دہراتے چلے جائیں گے اور اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور بالآخر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اجتماع کے افتتاح کا اعلان کرنے سے قبل حضور ایدہ اللہ کا یہ روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا اور خدام سے وہ نیا عہد دہروایا جو حضور نے اپنے اس روح پرور پیغام کے ذریعہ تمام خدام سے لیا ہے اور اسے نسلاً بعد نسلٍ دہراتے چلے جانے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضور کے اس انتہائی اہم اور تاریخی پیغام کا مکمل متن الفضل کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔ ذیل میں اس مقدس عہد کے الفاظ شائع کئے جا رہے ہیں جو حضور نے تمام خدام سے لیا ہے۔ حضور نے پیغام میں فرمایا میں اس وقت تمام خدام سے تبلیغ اسلام کے متعلق ایک عہد لینا چاہتا ہوں۔ تمام خدام کھڑے ہو جائیں اور اس عہد کو دہرائیں۔

"اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فرض کی تکمیل کیلئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اسکے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما اللّٰھم اٰمین۔ اللّٰھم اٰمین۔ اللّٰھم اٰمین"

اپنے پیغام میں خدام سے یہ مقدس عہد لینے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ یہ عہد جو اس وقت آپ لوگوں نے کیا ہے متواتر چار صدیوں بلکہ چار ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں اور جب تمہاری نئی نسل تیار ہو جائے تو پھر اسے کہیں کہ وہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھے اور ہمیشہ اسے دہراتی چلی جائے اور پھر وہ نسل یہ عہد اپنی تیسری نسل کے سپرد کرے اور اس طرح ہر نسل اپنی اگلی نسل کو اس کی تاکید کرتی چلی جائے۔ اسی طرح بیرونی جماعتوں میں جو جلسے ہوا کریں ان میں بھی مقامی جماعتیں خواہ خدام کی ہوں یا انصار کی یہی عہد دہرایا کریں۔ یہاں تک کہ دنیا میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے اور اسلام اتنا ترقی کرے کہ دنیا کے چپہ چپہ پر پھیل جائے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء

ثبوت کی ضرورت

چناد میں سیرت النبی کے ایک جلسہ میں جو بزم طلوع اسلام کے زیر اہتمام گورنمنٹ ہائی سکول میں منعقد ہوا۔ جناب غلام احمد صاحب پرویز نے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ

" قرآن کہتا ہے کہ جس ذات میں علم کی بلندیاں، حقائق کی وسعتیں اور تخلیقی جذبات کی گہرائیاں اپنے انتہائی اعتدال کے ساتھ یکجا جمع ہوں اسے نبی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نبی کو وحی اس لئے دی جاتی ہے کہ وہ مظلوم انسانیت کو مستبد اور سرکش قوتوں کے پنجۂ آہنی سے چھڑا کر خدا ئے قوانین کے تابع لے آئے۔ انسان جو جی میں آئے کر کے دیکھ لے نجات و سعادت کی صرف ایک راہ ہے یعنی وہ راہ جو مقام محمدی (وحی) پر ایمان سے متعین ہوتی ہے۔ اور جس کا کام صرف پیام محمدی (قرآن) کی راہنمائی کرنا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کا کام خدا سے وحی پاکر اسے انسانوں تک پہنچا دینا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کی روشنی میں نظام خداوندی کا قیام بھی ہوتا ہے۔ یہ مقصد بلند ترین اور یہ فریضہ اہم ترین ہوتا ہے نبوت نبی اکرم صلعم کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص خدا کی طرف سے وحی نہیں پا سکتا۔"

اس تقریر میں آپ نے یہ بھی منکشف فرمایا کہ:-

"یہ تحریک موسمن ازم کے نام سے متعارف ہے۔ اس تحریک کے علمبردار اسے محض ایک فکری تحریک تک محدود نہیں رکھنا چاہتے تھے ایک مذہب کی حیثیت سے اختیار اور رائج کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس تحریک کے ایک مشہور مفکر جولین ہکسلے نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے رلی جن وداؤٹ ری وی لیشن یعنی وہ مذہب جس کی بنیاد وحی پر نہیں ہے وقت کم ہے ورنہ میں بتاتا کہ ہکسلے جس قسم کے مذہب کی تلاش میں ہے وہ کس طرح قرآن کی وحی میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ نہ صرف اتنا جتنے کی اسے تلاش ہے۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ۔ اگر مغرب کے ان مفکرین کے سامنے قرآن ہوتا۔ تو ان پر یہ حقیقت منکشف ہو جاتی۔ کہ خدا کی وحی جو اپنی اصلی شکل میں ہو وہ نہ علم کی دشمن ہوتی ہے۔ نہ عقل کی حریف۔ اور اس کے پیش کردہ حقائق علمی تحقیقات کی روشنی میں مسلمات بن کر ابھر کر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر علل ان مفکرین کا مسلک یہ ہے۔ کہ اس خدا کو تو مان لیا جائے۔ جس کے قوانین خارجی کائنات میں کار فرما ہیں لیکن اس خدا سے انکار کیا جائے۔ جس کے قوانین انسانی دُنیا میں راہنمائی کا کام دیتے ہیں۔ اگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو ان کی یہ روش ایک قسم کا نفسیاتی تضاد ہے۔ جس کی رو سے وہ ایک طرف اس تسکین کو بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو خدا پر ایمان سے نصیب ہوتی ہے اور دوسری طرف ان پابندیوں سے بھی آزادی چاہتے ہیں۔ جو خدا پر ایمان کا لازمی نتیجہ ہوتی ہیں۔"

ان دونوں اقتباسات سے دو باتیں قابل غور پیدا ہوتی ہیں۔ بقول پرویز صاحب

(۱) اب کوئی شخص خدا کی طرف سے وحی نہیں پا سکتا۔

(۲) جولین ہکسلے ایسا مذہب چاہتے ہیں جس کی بنیاد وحی پر نہ ہو۔

اسی تقریر میں پرویز صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:-

" پیام خداوندی سمجھ میں نہیں آسکتا تاوقتیکہ مقام محمدی (کہ جسے دوسرے لفظوں میں مقام نبوت کہا جائے گا) ماورائے سرحد ادراک ہے۔ یعنی وحی کا سرچشمہ وہ مقام ہے۔ جو انسانی عقل سے آگے ہے۔ اس لئے نہ تو مقام محمدی کا تعین عقل کی رو سے کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی عقل کی رو سے اس کی کُنہ و حقیقت اور کیفیت ماہیت تک پہنچا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ چیز عقل کے بس کی بات نہیں کہ یہ سمجھ سکے کہ وحی کی ماہیت کیا ہوتی ہے۔ اور وہ نبی کو کس طرح ملتی ہے۔ اس لئے اسکے متعلق جو کچھ سمجھا جا سکتا ہے۔ اسے خدا ہی سمجھا سکتا ہے۔ جو وحی کا سرچشمہ ہے۔"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وحی کو عقل سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کو سمجھا سکتا ہے۔ اور وحی ہمیشہ تک کے لئے بند ہو چکی ہے۔ تو ان حالات میں مسٹر جولین ہکسلے کو کس طرح منوایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔ اور یہ وحی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے

مختصراً سوال یہ ہے کہ جب وحی کا وجود عقل میں بھی نہیں آسکتا اور نہ اب کسی پر وحی نازل ہو سکتی ہے۔ تو آج کے متلاشی حق کو کس طرح قرآن کریم کی طرف بلایا جا سکتا ہے۔ اور یقین دلایا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے پرویز صاحب بتائیں کہ کیا اس میں ذرا سی بھی عقل کی بات ہے کہ ایک اچھے بھلے سمجھدار انسان سے کہا جائے کہ قرآن کریم اللہ تعالےٰ کی وحی ہے۔ مگر تم اس کو عقل سے نہیں سمجھ سکتے کہ یہ وحی ہے اور نہ اب وحی ہو سکتی ہے کہ جس سے اندازہ لگا کر تم یہ یقین کر لو کہ وحی کسی زمانہ میں ہؤا کرتی تھی۔ اور اسی کے نتیجہ میں ہمیں قرآن کریم حاصل ہؤا ہے مثال کے طور پر اس طرح سمجھئے کہ پرویز صاحب کو یہ دعویٰ ہو کہ آج سے چار سو یا آٹھ سو سال ہوئے ہیں۔ ایک شخص چاند میں گیا تھا۔ اور اس نے چاند پر یہ یہ چیزیں دیکھی تھیں۔ اور پرویز صاحب سے کہا جائے کہ اس کو ثابت کرو تو کیا پرویز صاحب یہ کہکر کہ اب چاند پر کوئی شخص نہیں جا سکتا۔ اپنے مخاطب کو منوا لیں گے۔ کہ واقعی چار سو یا آٹھ سو سال ہوئے کوئی شخص چاند میں گیا تھا۔ اور اس نے چاند میں فلاں فلاں چیز دیکھی تھی؟

اصل بات یہ ہے کہ پرویز صاحب "وحی" کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ اور ان کا یہ فرمانا کہ ——ایک نبی کو وحی اس لئے دی جاتی ہے کہ وہ مظلوم انسانیت کو مستبد اور سرکش قوتوں کے پنجۂ آہنی سے چھڑا کر خدا کے قوانین کے تابع لے آئے۔ انسان جو جی میں آئے کر کے دیکھ لے۔

"نجات و سعادت کی صرف ایک راہ ہے۔ یعنی وہ راہ جو مقام محمدی (وحی) پر ایمان سے متعین ہوتی ہے۔"

محض ایک تکلف ہے اور کچھ بھی نہیں کیونکہ آج کا کوئی عقلمند انسان وحی پر یونہی ایمان نہیں لا سکتا۔ خاص کر جب کہ پرویز صاحب کے ذہن میں، "نبی" کا تصور یہ ہو کہ

"قرآن کہتا ہے کہ جس ذات میں علم کی بلندیاں حقائق کی وسعتیں اور تخلیقی جذبات کی گہرائیاں اپنے انتہائی اعتدال کے ساتھ یکجا جمع ہوں اسے نبی کہا جاتا ہے۔"

جب "نبی" کی حقیقت پرویز صاحب کی دانست یہی ہے تو پھر یہ کہنا کہ "وحی" خدا کی طرف سے دی جاتی ہے کیا معنی رکھتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ پرویز صاحب "وحی" کی حقیقت کو گول مول کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں صاف صاف لفظوں میں بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے کلام کرنے کا ایک ذریعہ "وحی" ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وما کان لبشر ان یکلمہ
اللہ الا وحیاً او من وراء
حجاب او یرسل رسولاً
فیوحی باذنہ ما یشاء
انہ علی حکیم۔

ترجمہ:- اور کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ سے کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے یا وہ بھیجتا ہے وہ رسول پس وہ وحی کرتا ہے۔ اسکے حکم سے جو چاہتا ہے۔ تحقیق اللہ تعالےٰ بلند اور حکمت والا ہے۔

اس سے ثابت ہے کہ "نبی" کو جو وحی ہوتی ہے۔ وہ اس کے اپنے علم کی بلندیوں حقائق کی وسعتوں اور تخلیقی جذبات کی گہرائیوں سے نہیں آتی۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور وحی میں جو پیغام ہوتا ہے وہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

اگر پرویز صاحب "وحی" کی یہ تعریف مانتے ہیں اور قرآن کریم کو "وحی" یعنی اللہ تعالےٰ کا کلام سمجھتے ہیں۔ جو ایک بشر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آج سے تیرہ چودہ سو سال پہلے نازل ہؤا تھا۔ اور اگر وہ یہ حقیقت مسٹر جولین ہکسلے یا ان کے ہمنواؤں سے منوانا چاہتے ہیں تو فرمائیں کہ جب یہ بات عقل میں بھی نہیں آسکتی۔ اور نہ اسکے نزول کا اب کوئی امکان رہا ہے۔ تو وہ انہیں کس طرح قرآن کریم پر ایمان لانے کی دعوت دے سکتے ہیں؟ ایک چیز جو نہ عقل میں آسکتی ہے۔ اور نہ اس کا تجربہ یا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کو آجکل کا تجرباتی اور مشاہداتی ذہن کس طرح قبول کر سکتا ہے۔

پرویز صاحب نے یہ درست کہا ہے کہ:-

"نجات و سعادت کی صرف
ایک راہ ہے یعنی وہ راہ جو
مقام محمدی (وحی) پر ایمان
سے متعین ہوتی ہے۔"

یہ بات بالکل صحیح ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آج مقام محمدی (وحی) پر ایمان کس طرح پیدا کیا جائے تاکہ اس راہ پر دنیا گامزن ہو جو واحد نجات و سعادت کی صرف ایک راہ ہے۔ خواہ آپ وحی کو اللہ تعالےٰ کی آواز کہیں یا نبی کی ذات کی علمی بلندیوں حقائق کی وسعتوں اور تخلیقی جذبات کی گہرائیوں کی پیداوار سمجھیں آپ کو ہر دو صورت میں

(باقی صفحہ پر)

توحیدِ حقیقی صرف اسلام نے ہی قائم کی ہے

کلماتِ طیّبات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سراج الدین نامی ایک عیسائی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں چار سوالات برائے جواب بھیجے تھے۔ ان میں سے دوسرا سوال یہ تھا کہ اگر اسلام کا مقصد توحید کی طرف آدمیوں کو رجوع کرنا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ آغاز اسلام میں یہودیوں کے ساتھ جن کی الہامی کتابیں توحید کے سوا اور کچھ نہیں سکھاتیں جہاد کیا گیا؟ کیوں آج کل یہودیوں یا اور توحید کے ماننے والوں کی نجات کے لئے مسلمان ہونا ضروری سمجھا جائے۔

اس سوال کا جو مبسوط جواب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رقم فرمایا وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

الجواب۔ واضح ہو کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی توریت کی ہدایتوں سے بہت دُور جا پڑے تھے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ان کی کتابوں میں توحید باری تعالےٰ تھی۔ مگر وہ اس توحید سے منقطع نہیں ہوتے تھے۔ اور وہ علت غائی جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا۔ اور کتابیں نازل ہوئیں اس کو کھو بیٹھے تھے۔ حقیقی توحید یہ ہے کہ خدا کی ہستی کو مان کر اور اس کی وحدانیت کو قبول کرکے پھر اس کامل اور محسن خدا کی اطاعت اور رضا جوئی میں مشغول ہونا اور اس کی محبت میں کھوئے جانا سو عملی طور پر یہ توحید ان میں باقی نہیں رہی تھی۔ اور خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال ان کے دلوں سے اٹھ گئی تھی۔ اور وہ لبوں سے خدا خدا پکارتے تھے۔ مگر دل ان کے شیطان کے پرستار ہوگئے تھے۔ اور ان کے سینے دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور مکر اور فریب میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ان میں درویشوں اور راہبوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اور سخت قابلِ شرم بے حیائی کے کام ان میں ہوتے تھے۔ ریاکاریاں بڑھ گئی تھیں۔ مکاریاں زیادہ ہوگئی تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں۔ کہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے۔ یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ پر رکھنا چاہیئے۔ یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے۔ جو خدا کو دینی چاہیئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے۔ اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے۔ جو خدا تعالےٰ کا حق ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں بُت ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ توریت میں اس باریک بُت پرستی کی تصریح نہیں ہے۔ قرآن شریف ان تصریحات سے بھرا پڑا ہے۔ سو قرآن شریف کو نازل کرکے خدا تعالےٰ کا ایک یہ بھی منشاء تھا کہ یہ بُت پرستی بھی جو دق کی بیماری کی طرح لگی ہوئی تھی۔ لوگوں کے دلوں سے دُور کرے۔ اور اس زمانہ میں یہودی اس قسم کی بُت پرستی میں غرق تھے۔ اور توریت ان کو چھڑا نہیں سکتی تھی۔ اس لئے کہ توریت کی یہ باریک تعلیم نہیں تھی۔ اور نیز اس لئے کہ یہ بیماری جو تمام یہودیوں میں پھیل گئی تھی۔ ایک پاک توحید کے نمونہ کو چاہتی تھی۔ جو زندہ طور پر ایک کامل انسان میں نمودار ہو۔

یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے۔ اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو یا انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا اپنا تذلّل اسی سے خاص کرنا اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا

دوم۔ صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔

تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالےٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔ سو اس توحید کو جو تینوں شعبوں پر مشتمل اور اصل مدار نجات ہے یہودی لوگ کھو بیٹھے تھے۔ چنانچہ ان کی بدچلنیاں اس بات پر صاف گواہی دیتی تھیں۔ کہ ان کے لبوں میں خدا کے ماننے کا دعوےٰ ہے۔ مگر دل میں نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف خود یہود اور نصاریٰ کو ملزم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کہ اگر یہ لوگ توریت اور انجیل کو قائم کرتے تو آسمانی رزق بھی انہیں ملتا اور زمینی بھی یعنے آسمانی خوارق عادت اور قبولیت دعا اور کشوف اور الہامات جو مومن کی نشانیاں ہیں ان میں پائی جاتیں۔ جو آسمانی رزق ہے۔ اور زمینی رزق بھی ملتا۔ مگر اب وہ آسمانی رزق سے بھی بے نصیب ہیں اور زمین کا رزق بھی وہ محتاج ہوکر بلکہ رو رو کر دنیا ہو کر حاصل کرتے ہیں۔ سو وہ دو رزقوں سے محروم ہیں۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف کی تعلیم سے بے شک ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ سے لڑائیاں ہوئیں مگر ان لڑائیوں کا ابتداء اہل اسلام کی طرف سے ہرگز نہیں ہوا۔ اور یہ لڑائیاں دین میں جبراً داخل کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ اس وقت ہوئیں جبکہ خود اسلام کے مخالفوں نے آپ کو ایذا دے کر یا موذیوں کو مدد دے کر ان لڑائیوں کے اسباب پیدا کئے اور جب اسباب انہیں کی طرف سے پیدا ہو گئے تو غیرت الٰہی نے ان قوموں کو سزا دینا چاہا۔ اور اس سزا میں بھی رحمتِ الٰہی نے یہ رعایت رکھی کہ اسلام میں داخل ہونے والا یا جزیہ دینے والا اس عذاب سے بچ جائے۔

یہ رعایت بھی خدا کے قانون قدرت کے مطابق تھی کیوں کہ ہر ایک مصیبت جو عذاب کے طور پر نازل ہوتی ہے مثلاً وبا یا قحط تو انسانوں کا کانشنس خود اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ دعا اور توبہ اور تضرع اور صدقات اور خیرات سے اس عذاب سے موقوف کرانا چاہیں۔ چنانچہ ہمیشہ الٰہی

قافلہ میں شمولیت کی درخواست دینے والے
اصحاب توجہ فرمائیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہا العالی

مجوزہ قافلہ قادیان جو انشاء اللہ بشرط اجازت ۱۴ دسمبر ۱۹۵۹ء کو لاہور سے بوقت صبح روانہ ہوگا اور انشاء اللہ ۱۹ دسمبر کی شام کو واپس آئے گا۔ اس کی شمولیت کے لئے بہت سے دوستوں کی طرف سے درخواست آرہی ہے۔ ایسے سب بھائیوں اور بہنوں کے نام فی الحال مشروط طور پر شامل فہرست کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر مجوزہ تعداد سے درخواستوں کی تعداد بڑھ گئی۔ تو لازماً ہمیں اس فہرست میں سے انتخاب کرنا ہوگا۔ اور بعض دوستوں کو مایوسی ہوگی۔ لہذا ایک تو احباب کرام یہ نوٹ فرمالیں کہ فی الحال فہرست میں ان کا اندراج مشروط ہے۔ اور آخری فیصلہ فہرست مکمل ہونے پر ہوگا۔ دوسرے یہ کہ جو دوست قافلہ کے انتخاب سے رہ جائیں ان کو چاہیئے۔ کہ دفتر حفاظت مرکز کی اجازت کے بعد براہ راست قادیان جانے کی کوشش کریں۔ تا قادیان کے مقدس جلسہ کو زیادہ سے زیادہ رونق حاصل ہو۔ اور دوست قادیان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد

دفتر حفاظت مرکز ربوہ ۲۳/۵۹

ہی ہوتا ہے اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ رحیم خدا عذاب کو دور کرنے کے لئے خود الہام دلوں میں ڈالتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی دعائیں کئی دفعہ منظور ہو کر بنی اسرائیل کے سر سے عذاب ٹل گیا۔ غرض اسلام کی لڑائیاں سخت طبع مخالفوں پر ایک عذاب تھا جس میں ایک رحمت کا طریق بھی کھلا تھا۔ سو یہ خیال کرنا دھوکہ ہے کہ اسلام نے توحید شائع کرنے کے لئے لڑائیاں کیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ لڑائیوں کی بنیاد محض سزا دہی کے طور پر اس وقت شروع ہوئی کہ جب دوسری قوموں نے ظلم اور مزاحمت پر کمر باندھی۔

اب رہا یہ سوال کہ یہودیوں کو مسلمان ہونے کی ضرورت کیا تھی وہ تو پہلے سے موحد تھے؟ اس کا جواب جو ہم ابھی دے چکے ہیں کہ توحید یہودیوں کے دلوں میں قائم نہ تھی۔ صرف کتابوں میں تھی اور وہ بھی ناقص۔ سو توحید کی زندہ روح حاصل کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ جب تک توحید کی زندہ روح انسان کے دل میں قائم نہ ہو تب تک نجات نہیں ہو سکتی۔ یہودی مردوں کی طرح تھے اور بباعث سخت دلی اور طرح طرح کی نافرمانیوں کے وہ زندہ روح ان میں سے نکل چکی تھی۔ ان کو خدا کے ساتھ کچھ بھی پیوند باقی نہیں رہا تھا۔ اور ان کی توریت بباعث نقصان تعلیم اور نیز بوجہ لفظی اور معنوی تحریفوں کے اس لائق نہیں رہی تھی جو کامل طور پر رہبر ہو سکے اس لئے خدا نے زندہ کلام تازہ بارش کی طرح اتارا۔ اور اس زندہ کلام کی طرف ان کو بلایا تا وہ طرح طرح کے دھوکوں اور غلطیوں سے نجات پا کر حقیقی نجات کو حاصل کریں۔ سو قرآن شریف کے نزول کی ضرورتوں میں سے ایک یہ تھی کہ تا مردہ طبع یہودیوں کو زندہ توحید سکھلاوے۔ اور دوسرے یہ کہ تا ان کی غلطیوں پر ان کو متنبہ کرے۔ اور تیسرے یہ کہ تا وہ مسائل کہ جو توریت میں محض اشارہ کی طرح بیان ہوئے تھے جیسا کہ مسئلہ حشر اجساد اور مسئلہ بقاء روح اور مسئلہ بہشت اور دوزخ ان کے مفصل حالات سے آگاہی بخشے۔

یہ بات سچ ہے کہ سچائی کی تخم ریزی توریت سے ہوئی۔ اور انجیل سے اس تخم نے ایک آئندہ کی بشارت دینے والے کی طرح منہ دکھلایا اور جیسے ایک کھیت کا سبزہ پوری صحت اور عمدگی سے نکلتا ہے اور زبان حال خوشخبری دیتا ہے کہ اس کے بعد اچھے پھل اور اچھے خوشے ظہور کرنے والے ہیں۔ ایسا ہی انجیل کامل شریعت اور کامل رہبر کے لئے خوشخبری کے طور پر آئی۔ اور فرقان سے وہ تخم اپنے کمال کو پہنچا جو اپنے ساتھ اس کامل نعمت کو لایا جس نے حق اور باطل میں بکلی فرق کر کے دکھلایا۔ اور معارف دینیہ کو اپنے کمال تک پہنچایا جیسا کہ توریت میں پہلے سے لکھا تھا کہ

"خدا سینا سے آیا اور سعیر سے
طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ میں
ان پر چمکا۔"

یہ بات بالکل ثابت شدہ امر ہے کہ شریعت کے ہر ایک پہلو کو کمال کی صورت میں صرف قرآن شریف ہی نے دکھلایا ہے۔ شریعت کے دو بڑے حصے دو ہی ہیں حق اللہ اور حق العباد۔ یہ دونوں حصے صرف قرآن شریف نے ہی پورے کئے ہیں۔ قرآن کا یہ منصب تھا کہ تا وحشیوں کو انسان بنا دے اور انسان سے با اخلاق بنا دے اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے۔ سو اس منصب کو اس نے ایسے طریق پر پورا کیا کہ جس کے مقابل پر توریت ایک گونگے کی طرح ہے۔

اور منجملہ قرآن کی ضرورتوں کے ایک یہ امر بھی تھا کہ جو اختلافات حضرت مسیحؑ کی نسبت یہود اور نصاریٰ میں واقع تھا اس کو دور کرے سو قرآن شریف نے ان سب جھگڑوں کا فیصلہ کیا جیسا کہ قرآن شریف کی یہ آیت یا عیسیٰ اِنّی متوفیک و رافعک الخ اسی جھگڑے کے فیصلہ کے لئے ہے۔ کیونکہ یہودی لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نصاریٰ کا نبی یعنی مسیحؑ صلیب پر کھینچا گیا۔ اس لئے موافق حکم توریت وہ لعنتی ہوا۔ اور اس کا رفع نہیں ہوا اور یہ دلیل اس کے کاذب ہونے کی ہے، اور عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ لعنتی تو ہوا مگر ہمارے لئے۔ اور بعد اس کے لعنت جاتی رہی اور رفع ہو گیا۔ اور خدا نے اپنے دہنے ہاتھ پر اس کو بٹھایا۔ پس اس آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ رفع بلا توقف ہوا نہ یہودیوں کے زعم پر دائمی لعنت ہوئی جو ہمیشہ کے لئے رفع الی اللہ سے مانع ہے۔ اور نہ نصاریٰ کے زعم پر چند روز لعنت رہی اور پھر رفع الی اللہ ہوا۔ بلکہ وفات کے ساتھ ہی رفع الی اللہ ہو گیا۔ اور انہی آیات میں خدا تعالیٰ نے یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ رفع توریت کے احکام کے خلاف نہیں۔ کیونکہ توریت کا حکم عدم رفع اور لعنت اس حالت میں ہے کہ جب کوئی صلیب پر مارا جائے۔ مگر صرف صلیب کے چھونے یا صلیب پر کچھ ایسی تکلیف اٹھانے سے جو موت کی حد تک نہیں پہنچی لعنت لازم نہیں آتی اور نہ عدم رفع لازم آتا ہے کیونکہ توریت کا منشاء یہ ہے کہ صلیب خدا تعالیٰ کی طرف سے جرائم پیشہ کی موت کا ذریعہ ہے پس جو صلیب پر مر گیا وہ مجرمانہ موت مرا جو لعنتی موت ہے۔ مگر مسیح صلیب پر نہیں مرا اور اس کو خدا نے صلیب کی موت سے بچا دیا بلکہ جیسا کہ اس نے کہا تھا کہ میری حالت یونسؑ سے مشابہ ہے ایسا ہی ہوا۔ نہ یونسؑ مچھلی کے پیٹ کے اندر مرا۔ نہ یسوع صلیب کے پیٹ پر اور اس کی دعا "ایلی ایلی لما سبقتانی" سنی گئی اگر مرتا تو پیلاطوس پر بھی ضرور وبال آتا۔ کیونکہ فرشتہ نے پیلاطوس کی جورو کو یہ خبر دی تھی کہ اگر یسوع مر گیا تو یاد رکھ تم پر وبال آئے گا۔ مگر پیلاطوس پر کوئی وبال نہ آیا۔ اور یہ بھی یسوع کے زندہ رہنے کی ایک نشانی ہے کہ اس کی ہڈیاں صلیب کے وقت نہیں توڑی گئیں۔ اور صلیب پر سے اتارنے کے بعد چھیدنے سے خون بھی نکلا اور اس نے حواریوں کو صلیب کے بعد اپنے زخم بھی دکھلائے۔ اور ظاہر ہے کہ بغیر زندگی کے ساتھ زخموں کا ہونا ممکن نہ تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا اس لئے لعنتی بھی نہیں ہوا۔ اور بلاشبہ اس نے پاک وفات پائی۔ اور خدا کے تمام رسولوں کی طرح موت کے بعد وہ بھی خدا کی طرف اٹھایا گیا اور بموجب وعدہ اِنّی متوفّیک و رافعک اِلیّ اس خدا کی طرف رفع ہوا۔ اگر وہ صلیب پر مرتا تو اپنے قول سے خود جھوٹا ٹھہرتا۔ کیونکہ اس صورت میں یونس کے ساتھ اس کی کچھ بھی مشابہت نہ ہوتی۔

سو یہی جھگڑا مسیحؑ کے بارے میں یہود اور نصاریٰ میں چلا آتا تھا جس کو قرآن شریف نے فیصلہ کیا۔ پھر ابھی تک نصاریٰ کہتے ہیں کہ قرآن کے اترنے کی کیا ضرورت تھی۔ اے نادان اور دلوں کے اندھو! قرآن شریف کامل توحید لایا۔ قرآن نے عقل اور نقل کو ملا کر دکھایا۔ قرآن نے توحید کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن نے توحید اور صفات باری پر دلائل قائم کئے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت عقلی نقلی دلائل سے دیا۔ اور کشفی طور پر بھی دلائل قائم کئے اور وہ مذہب جو پہلے قصہ کہانی کے رنگ میں چلا آتا تھا اس کو علمی رنگ میں دکھلایا۔ اور ہر ایک عقیدہ کو حکمت کا جامہ پہنایا۔ اور وہ سلسلہ معارف دینیہ کا جو غیر مکمل تھا اس کو کمال تک پہنچایا۔ اور یسوع کی گردن پر سے لعنت کا طوق اتارا اور اس کے مرفوع اور سچا نبی ہونے کی شہادت دی تو کیا اس قدر فیض رسانی کے ساتھ بھی قرآن شریف کی ضرورت ثابت نہ ہوئی؟

یہ یاد رہے کہ قرآن شریف نے بڑی صفائی سے اپنی ضرورت ثابت کی ہے۔ قرآن شریف صاف کہتا ہے اِعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ یعنی اس بات کو جان لو کہ زمین مر گئی تھی اور اب خدا نئے سرے اس کو زندہ کرنے لگا ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ قرآن شریف کے زمانہ قرب نزول میں ہر قوم نے اپنا چال چلن بگاڑا ہوا تھا۔ پادری فنڈل مصنف میزان الحق باوجود اس قدر تعصب کے جو اس کے رگ و ریشہ میں بھرا ہوا تھا میزان الحق میں صاف گواہی دیتا ہے کہ "قرآن کے نزول کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کا چال چلن بگڑا ہوا تھا اور ان کی حالتیں خراب ہو چکی تھیں اور قرآن کا آنا ان کے لئے ایک تنبیہ تھی" مگر اس نادان نے باوجودیکہ یہ تو اقرار کیا کہ قرآن اس وقت آیا جبکہ یہود و نصاریٰ کا چال چلن بہت خراب ہو رہا تھا۔ لیکن پھر بھی یہ جھوٹا عذر پیش کر دیا کہ خدا تعالیٰ کو ایک جھوٹا نبی بھیج کر یہود و نصاریٰ کو متنبہ کرنا منظور تھا۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ پر تہمت ہے کیا ہم اللہ جلشانہ کی طرف یہ خراب عادت منسوب کر سکتے ہیں کہ اس نے لوگوں کو گمراہی اور بدچلنی میں پا کر یہ تدبیر سوچی کہ اور بھی گمراہی کے سامان ان کے لئے میسر کرے اور کروڑہا بندگان خدا اپنے ہاتھ سے تباہی میں ڈالے۔ کیا غلبہ شدائد اور مصائب کے وقت خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں یہی عادت اس کی ثابت ہوتی ہے؟ افسوس کہ یہ لوگ دنیا سے محبت کر کے کیسے آفتاب پر تھوک رہے ہیں۔ ایک ناچیز انسان کو خدا بھی کہتے ہیں اور پھر ملعون بھی اور اس عظیم الشان نبی کے وجود سے انکار کر رہے ہیں کہ جو ایسے وقت میں آیا جبکہ نوع انسان مردہ کی طرح ہو رہی تھی اور پھر کہتے ہیں کہ قرآن کی ضرورت کیا تھی۔ اے غافلو! اور دلوں کے اندھو! قرآن جیسے ضلالت کے طوفان کے وقت میں آیا ہے کوئی نبی ایسے وقت میں نہیں آیا۔ اس نے دنیا کو اندھا پایا اور روشنی بخشی اور گمراہ پایا اور ہدایت دی۔ اور مردہ پایا اور جان عطا فرمائی۔ تو کیا ابھی ضرورت ثابت ہونے میں کچھ کسر رہ گئی؟ اور اگر یہ کہو کہ توحید تو پہلے بھی موجود تھی قرآن نے نئی چیز کونسی دی؟ تو اس سے اور بھی تمہاری عقل پر رونا آتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ توحید پہلی کتابوں میں ناقص طور پر تھی اور تم ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ کامل تھی۔ ماسوا اس کے توحید دلوں سے بکلی گم ہو گئی تھی۔ قرآن نے اس توحید کو پھر یاد دلایا اور اس کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن شریف کا نام بھی اسی لئے ذکر ہے کہ وہ یاد دلانے والا ہے۔ ذرا آنکھ کھول کر سوچو کہ کیا توریت نے جو کچھ توحید کے بارے میں بیان کیا تھا وہ ایک ایسی نئی بات تھی جو پہلے نبیوں کو اس کی خبر نہیں تھی کیا یہ سچ نہیں کہ سب سے پہلے آدمؑ کو اور پھر شیثؑ کو اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور دوسرے رسولوں کو جو موسیٰؑ سے پہلے آئے توحید کی تعلیم ملی تھی؟ پس یہ توریت پر بھی اعتراض ہے کہ اس نے نئی چیز کونسی پیش کی۔ اے کج دل قوم خدا روز روز نیا نہیں ہو سکتا۔ موسیٰؑ کے وقت میں بھی وہی خدا تھا جو آدمؑ اور شیثؑ اور نوحؑ

(بقیہ صہ ۵ پر)

مذہب اور زندگی

(۲)

مذہب صرف بندھے ہوئے تصورات و نظریات نہیں ہے۔ مذہب عمل ہے اور محض عمل کا نام ہے۔ چند عقائد کو اپنا لینے سے جب وہ عمل پر اثر انداز نہیں ہوتے آپ اس ذات باری سے اپنا رشتہ نہیں جوڑ سکتے۔ خدا متقی لوگوں سے پیار کرتا ہے اور متقی وہ ہیں جو اسی سے ڈرتے ہیں اور کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ کسی کا دل نہیں دکھاتے اور ہر انسان کے کام آتے ہیں۔ یہی مذہب اور یہی دین و ایمان ہے کتنی سادہ سی بات ہے اور آج اسے کیا سے کیا بنا دیا گیا ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستان کیلئے

آج اگر آپ دنیا کے مختلف مذاہب اور ان کے درد فرقوں کو بنظر تحقیق دیکھیں تو ان کے معبد خانے آپ کو سنگ مرمر کی سلوں سے بنے ہوئے تو نظر آئیں گے۔ لیکن عمل میں خدا ترسی اور تقویٰ نہیں پائیں گے۔ محض نمائش اور چند فرسودہ عقائد مذہب کی سوغات ہو کر رہ گئے ہیں۔

؎ حقیقت خرافات میں کھو گئی

بے ایمانی۔ بدکرداری۔ جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ ظلم۔ شراب خوری اکثر ان لوگوں کے چلن ہیں جو مذہب کے نمائندے کہلاتے ہیں انسانیت سکھڑ کریں کھا رہی ہے۔ انسان انسان کو برباد کرنے کے لئے دوڑ رہا ہے اور پھر بھی یہ کہا جا رہا ہے کہ لوگ خدا شناس ہو چکے ہیں۔ اب انہیں اللہ کی طرف سے کسی پیغام کی ضرورت نہیں ہے۔ دین مکمل ہو چکا ہے۔ فرزندان توحید مسائل کی باریکیوں میں الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رواداری۔ ہمدردی اور انسانیت مفقود ہے ایک تلاطم ہے جو بپا ہے۔ ایک اندھیرا ہے جو کائنات کو احاطہ کئے جا رہا ہے۔ کیا یہی مذہب ہے؟ کیا یہی وہ لائحہ عمل تھا جو خدا نے اپنے پیامبروں کی معرفت بھیجا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست!

اس ظلمت کدۂ فکر و عمل میں جہاں لوگ اپنے راستوں سے بالکل بھٹک چکے ہیں اگر کوئی اسلامی فرقہ ہے جو مذہب کو اپنے اعمال پر غالب کئے ہوئے ہے تو وہ احمدی ہیں۔ جن کا مرکز اس وقت ربوہ میں ہے۔

دریائے چناب کے مغربی کنارے پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں سے گھرا ہوا یہ قصبہ اسلامی تہذیب و تمدن کا اب بھی آئینہ نظر آتا ہے۔ یہاں کے لوگ انتہائی پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے علاوہ انتہائی پاکباز ہیں۔ یہاں آپ کو فسق و فجور نام کو نہیں ملے گا ہر گھر کا دروازہ مسافروں اور مہمانوں کے لئے اور ان کی خدمت کے لئے کھلا ہوا ہے پورے قصبہ میں کوئی سینما۔ تھیٹر یا اور کسی قسم کی بد اخلاقی کی کوئی درسگاہ نہیں ہے اس کے برعکس اونچے درجہ کے سکول۔ کالج جہاں دنیوی علوم کے علاوہ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے ہر مذہب اور فرقہ کے لوگوں کے لئے چشم براہ ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ اور اس میں ذرہ بھی مبالغہ نہیں کیونکہ میں بچشم خود شاہد ہوں کہ ہر فرد کے دل میں خدا ترسی اور تقویٰ کا جذبہ بدرجۂ اتم موجود ہے . . . .

کوئی کسی کا حق نہیں چھینتا۔ کوئی بدزبانی نہیں کرتا۔ کوئی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس شہر کے لوگ سگریٹ تک نہیں پیتے آپ اگر ان لوگوں کو برا بھلا کہیں بھی تو وہ مسکرا دیتے ہیں۔ یہاں مسجدیں نمازیوں کو نہیں ترستیں۔ یہاں میں نے ایسے نیک سیرت بزرگ دیکھے ہیں جو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیں تو ؎

اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

ان لوگوں کا وجود ہی زندہ معجزہ ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تکریم کرنے والے یہ لوگ جو اس قصبہ میں آباد ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی بہترین تصویریں ہیں۔ ان کے ماتھوں پر سجدوں کے نشان ہیں اور ان کے دلوں میں خدا کا خوف موجود ہے یہاں آپ کو دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے انسان ملیں گے لیکن ان کی صحبت سے یہاں کے لوگوں نے کوئی اثر نہیں لیا بلکہ وہ لوگ خود ان کے جذبہ اسلامی سے متاثر ہو کر اسلامی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔

مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے مذہب کا مقصد سمجھ لیا ہے۔ خدا کرے ان کا اخلاق فہمیدہ دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہو۔ میں دوسرے مسلمانوں کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ ربوہ آکر ان نیک بندوں کے طرز زندگی کو دیکھ جائیں۔

درخواست دعا

میرے والد صاحب محترم اور والدہ صاحبہ محترمہ چند یوم سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

(محمد اسلم فاروقی)

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

آج کے جوبین مسئلے کو اس کا ثبوت دینا پڑے گا اور اس کا ثبوت آپ اس کو ہرگز نہیں دے سکتے جب تک آپ اس کو تجربہ اور مشاہدہ سے نہ ثابت کر سکیں آج کا انسان اساطیر الاولین اور محض گذشتہ حقائق پر صرف انہیں پیش کر دینے سے ایمان نہیں لا سکتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی عہد کا انسان بھی "وحی" پر ایمان نہیں لا سکتا جو فعالیت پیدا کرے جس کا اس کو ثبوت مہیا نہ ہو۔ اس لئے پرویز صاحب کو دو نتائج میں سے ایک کو ماننے سے مفر نہیں ہو سکتا۔ یا تو یہ ماننے کہ "وحی" کوئی چیز نہیں اور بغیر وحی کے صحیح مذہب ہو سکتا ہے اور یا یہ مانئے کہ "وحی" کا تجربہ اور مشاہدہ آج بھی کر دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وحی کے بغیر نجات و سعادت کی راہ متعین نہیں ہو سکتی۔

لئے بعینہٖ ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کے لئے۔ اور جیسا کہ بیماروں کی کثرت ایک طبیب کو چاہتی ہے ایسا ہی گنہگاروں کی کثرت ایک مصلح کو۔

(باقی)

خود بھی انصار اللہ کے اجتماع میں شرکت فرمائیے اور احباب کو بھی ہمراہ لائیے (قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

---

(۴) سے واقف ہوں اور غور کریں کہ وہ کیا جذبہ ہے جو ان لوگوں کو ایسی پاکیزہ زندگی کی طرف راغب کئے ہوئے ہے۔

چار سوالوں کا جواب

(بقیہ صفحہ ۴)

اور ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ کے وقت میں تھا اور توریت نے وہی توحید کے بارے میں بیان کیا جو پہلے نبی کرتے آئے۔ اب اگر یہ سوال ہو کہ کیوں توریت نے اسی پرانی توحید کا ذکر کیا تو اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور وحدانیت کا مسئلہ توریت سے شروع نہیں ہوا بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ ہاں بعض زمانوں میں ترک عمل کی وجہ سے اکثر لوگوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ضرور ہوتا رہا ہے پس خدا کی کتابوں اور نبیوں کا یہ کام تھا کہ وہ ایسے وقتوں میں آتے رہے ہیں کہ جب اس مسئلہ توحید پر لوگوں کی توجہ کم رہ گئی ہو اور طرح طرح کے شرکوں میں وہ مبتلا ہو گئے ہوں یہی مسئلہ دنیا میں ہزاروں دفعہ صیقل ہوا اور ہزاروں دفعہ پھر زنگ خوردہ کی طرح ہو کر لوگوں کی نظروں سے چھپ گیا۔ اور جب چھپ گیا تو پھر خدا نے اپنے کسی بندہ کو بھیجا تا نئے سرے اس کو روشن کر کے دکھلائے۔ اسی طرح دنیا میں کبھی ظلمت اور کبھی نور غالب آتا رہا۔ اور ہر ایک نبی کی شناخت کا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کس وقت آیا اور کس قدر اصلاح اس کے ہاتھ سے ظہور میں آئی چاہئے کہ حق طلبی کی راہ سے اس بات کو سوچیں۔ اور شریروں اور متعصب لوگوں کے پرخباثت اقوال کی طرف توجہ نہ کریں۔ اور ایک صاف نظر سے کسی نبی کے حالات دیکھیں کہ اس نے ظہور فرما کر اس زمانہ کے لوگوں کو کس حالت میں پایا اور پھر اس نے ان لوگوں کے عقائد اور چال چلن میں کیا تبدیلی کر کے دکھلائی۔ تو اس سے ضرور پتہ لگ جائے گا کہ کون نبی اشد ضرورت کے وقت آیا اور کون اس سے کم تر۔ نبی کی ضرورت گنہگاروں کے

جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں جلسہ سالانہ بمقام ربوہ ضلع جھنگ مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۵۹ء منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شامل ہوں۔

(ناظر اصلاح وارشاد ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندہ ہے

احباب کو علم ہوگا۔ کہ ہر سال جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں شمع احمدیت کے ہزار ہا پروانے یہاں آکر اپنی روحانی پیاس کو بجھاتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو نورایمان سے منور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے چندہ جلسہ سالانہ کو لازمی چندہ قرار دیا ہوا ہے۔ کیونکہ اس چندہ کی رقم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق اور معزز مہمانوں کی مہمان نوازی پر خرچ ہوتی ہے۔ اس عظیم الشان اجتماعی خدمت سے جو عظیم الشان برکات حاصل ہوتی ہیں اس کا انسان اندازہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ روز و شب کی دُعا اور عبادات سے انسان اپنے اندر ایک روحانی انقلاب محسوس کرتا ہے۔

اس سال سنہ ۶۰-۱۹۵۹ء کے لئے جلسہ سالانہ کے اخراجات کا بجٹ ایک لاکھ روپیہ تجویز کیا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے۔ کہ مہمانوں کی تعداد کے پیش نظر یہ رقم کوئی زیادہ نہیں۔ احباب خوب جانتے ہیں۔ کہ جلسہ سالانہ کے لئے اجناس کی فراہمی کا کام کئی مہینے پہلے شروع کیا جاتا ہے۔ اور اس مرتبہ تو سیلاب کی وجہ سے اجناس وغیرہ کے حصول کے لئے بعض ناگزیر مشکلات بھی ہیں۔ جن پر قابو پانا محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہوگا پس احباب اور عہدیداران جماعت کا فرض ہے کہ وہ ابھی سے چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی پوری کوشش فرمائیں اور جو رقم ساتھ کے ساتھ جمع ہوتی رہے اُسے اُسی وقت ساتھ کے ساتھ مرکز میں افسر صاحب خزانہ صدر انجمن کے نام بھیجتے رہیں۔ جماعتوں میں تاحال اس چندہ کی وصولی بالکل معمولی ہے اور اگر خدانخواستہ یہ رفتار رہی تو جلسہ کے انتظامات میں بہت سی دقتوں کا احتمال ہے۔ پس اس اعلان کو پڑھتے ہی عہدیداران خصوصاً پریذیڈنٹ اور امراء صاحبان۔ نیز سیکرٹری صاحبان مال کا فرض ہے۔ کہ وہ احباب جماعت کے پاس پہنچیں اور ان سے حتی الامکان نقد وصول کرکے رقم فوری طور پر مرکز کو ارسال فرما دیں۔ جیسے کہ دوست جانتے ہیں اس چندہ کی شرح ماہوار آمد کا دسواں حصّہ ہے اور تمام سال میں صرف ایک ہی دفعہ دینا ہوتا ہے۔ پس اُمید ہے کہ احباب اس طرف پوری توجہ فرما دیں گے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

انصار اللہ کی طرف سے دینی معلومات کے امتحان مقابلہ میں وظائف تعلیمی

قیادت تعلیم انصار اللہ مرکزیہ کے سال رواں کے پروگرام میں ایک یہ امر بھی ہے کہ بچوں کی تربیت کے پیش نظر۔ نیز بچوں میں مقابلہ کی روح قائم کرنے کے لئے ان میں دینی معلومات کا مقابلہ کرایا جائے اور امتحان لیا جائے۔ اور جو بچے امتحان میں اوّل و دوم آئیں انہیں وظائف تعلیمی دیئے جائیں۔ احمدیہ سکول کے ۹ سے ۱۴ سال کی عمر کے بچے اس امتحان میں شامل ہوں گے۔ اور امتحان تحریری و زبانی ہوگا۔ معلومات کے لئے ذیل کا نصاب تجویز کیا گیا ہے۔ بچوں کو چاہیئے۔ کہ نصاب کے مطابق تیاری کرلیں اور اپنے نام مرکزی دفتر میں بھیج دیں۔ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور اساتذہ سے درخواست ہے۔ کہ وہ طلبہ کو اس امتحان میں شمولیت کے لئے تحریک فرمائیں۔ اور ان کی امداد فرمائیں۔ نصاب حسب ذیل ہے:۔

ا:۔ قرآن کریم کے پہلے پارہ میں سے ایک رکوع کی صحیح قرأت

ب:۔ نبراس المومنین یا چالیس جواہر پارے کا امتحان

ج:۔ خلفاء راشدین دور اوّل اور دور دوم کے نام اور سرسری معلومات

د:۔ احمدیت کے عقائد اور مسائل

ہ:۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق تاریخی سوالات

و:۔ بیرونی مشنوں کے متعلق موٹی موٹی معلومات

ز:۔ پاکستان کے متعلق تاریخی اور جغرافیائی معلومات

ح:۔ جماعتی ادارہ جات کے متعلق معلومات

(۲) یہ امتحان ۳۰ اکتوبر بروز جمعہ ہوگا۔ ۸ بجے صبح سے ۱۰ بجے تک تحریری پرچہ کا امتحان دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں ہوگا۔ اور بعد نماز عصر اسی جگہ زبانی امتحان ہوگا۔

(قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

مجلس انصار اللہ کی مالی تحریکات

چندہ ماہوار۔ سالانہ اجتماع۔ تعمیر دفتر۔ اشاعت لٹریچر

اراکین مجالس انصار اللہ کی یاد دہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس کے اخراجات کو چلانے کے لئے چار تحریکات جاری ہیں۔ ان کی شرح اس قدر کم رکھی گئی ہے کہ ان میں شمولیت کسی کے لئے بار نہیں ہو سکتی۔ چندہ ماہوار آمد پر ½ پائی فی روپیہ ہے۔ چندہ سالانہ اجتماع بارہ آنے سالانہ اور تعمیر فنڈ و اشاعت لٹریچر حسب استطاعت ہے۔ چندہ تعمیر کے متعلق اراکین کو علم ہے کہ ہم نے اس سال سترہ ہزار روپیہ کی رقم پوری کرنی ہے تاکہ تعمیر کے کام کا پہلا دور اس سال پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے اور پھر چند سال تک دوبارہ توسیع کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اور اس فنڈ کو بند کر دیا جائے۔

پس اس تحریک میں حصّہ لیتے وقت اراکین کو اس امر کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ ہم نے اس سال سترہ ہزار روپے کی رقم پوری کرنی ہے۔ نیز مجلس کی مفید سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے چندہ ماہوار کی ماہ بماہ ادائیگی کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق مجلس کے قیام کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنا ہے۔ اور اسی کے مطابق مجلس انصار اللہ کی تحریکات میں شرح صدر سے حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہونا چاہیئے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تبدیل ہونے والے احباب اور مقامی عہدیداران کا فرض

تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ جب وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل ہوں تو وہ جاتے وقت سابقہ جماعت کے سیکرٹری مال یا پریذیڈنٹ کو اپنے نئے پتہ سے پورے طور پر آگاہ کر دیا کریں اور جہاں جائیں۔ اس جماعت میں اپنی آمد کی اطلاع فی الفور دے دیا کریں۔

۲۔ سیکرٹریان مال کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ تبدیل ہونے والے احباب کی اطلاع نظارت بیت المال کو بھجوائیں تو (۱) اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ ایسے احباب کے نئے پتہ جات صحیح اور مکمل لکھا کریں۔ تاکہ نئی جگہوں پر ان کے چندہ جات کی وصولی کا بروقت انتظام کیا جا سکے اور (۲) ایسی اطلاع کو اکٹھا کرکے ایک لمبے عرصہ کے بعد بھجوانا درست نہیں۔ ہر شخص کی تبدیلی کی اطلاع ساتھ کے ساتھ نظارت بیت المال کو بھجوا دی جایا کرے۔ اسی طرح سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ نئے آنیوالے احباب کے متعلق بھی ساتھ کے ساتھ نظارت بیت المال کو اطلاع بھجواتے رہا کریں۔ جماعت کی طرف سے یا نظارت بیت المال کی طرف سے تحریک کئے جانے کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

(نظارت بیت المال ربوہ)

"تحریک مقامی تعلیم و اصلاح"

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے احباب جماعت کے سامنے ایک نہایت نیک تحریک فرمائی تھی۔ کہ مخیر احباب تین سال کے لئے مبلغ پچیس ۲۵/- روپے ماہوار کے حساب سے مقامی تعلیم و اصلاح کی تحریک میں چندہ ادا کرنے کا وعدہ فرما کر شمولیت اختیار کریں۔ بفضلہ تعالیٰ اس تحریک کے اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر جن دوستوں نے شمولیت اختیار فرمائی ہے ان کی تعداد اس تحریک کو جاری رکھے جانے کے لئے کافی نہیں۔ لہٰذا جماعت کے ذی ثروت و مخیر احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ کثرت سے اس کار خیر میں شمولیت اختیار فرما کر مستحق ثواب ہوں۔ اور اپنے وعدے دفتر ہذا یا نظارت اصلاح و ارشاد کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

انتباہ!

"بے شک تم پر بوجھ زیادہ ہے۔ اور میں اس بوجھ کو محسوس کرتا ہوں۔ اور ساری دنیا تمہاری تعریف کر رہی ہے۔ لیکن ہمارا کام بھی بہت بڑا ہے۔ اور ہم اسے نظر انداز تو نہیں کر سکتے۔ باوجود اس کے کہ ہم پر بوجھ زیادہ ہے ہمیں اسلام کی خاطر قربانی کرنی پڑیگی۔ کیونکہ ہمارے خدا نے ہم پر اعتبار کرکے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہے"

اگر کسی دوست نے چندہ تحریک جدید کو بوجھ سمجھتے ہوئے تاحال ادا نہیں فرمایا تو وہ سیدنا و امامنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے مذکورہ بالا ارشاد پر غور کرے اور اس قربانی میں ذرہ بھر بھی مزید تاخیر نہ ہونے دے۔ یاد رہے کہ آخری تاریخ ۳۱ اکتوبر ہے۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

رچنا دوآب میں چھ سو ٹیوب ویل لگانے کا کام نومبر میں شروع ہوگا

تمام ضروری سامان کراچی پہنچ گیا۔ روزانہ ایک ٹیوب ویل لگایا جائے گا

لاہور ۲۳ر اکتوبر۔ مغربی پاکستان کی واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام رچنا دوآب کے علاقہ میں لاکھوں ایکڑ سیم زدہ اراضی کی اصلاح کے لئے چھ سو ٹیوب ویلز لگانے کا کام نومبر ۱۹۵۹ء کے پہلے ہفتہ سے شروع ہو جائیگا

کہا جاتا ہے کہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے ٹھیکیدار امریکی فرم موسوم ہیرلڈ رچی ممنیتہ انٹرنیشنل کی طرف سے درآمد کردہ سارا سامان کراچی پہنچ چکا ہے۔ اب اس سامان کو بلا تاخیر ضلع شیخوپورہ میں پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں سے ٹیوب ویلز نصب کرنے کا کام نومبر کے پہلے ہفتہ میں شروع ہوگا۔ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ اس کام کی ابتدا یکم نومبر سے ہی ہو جائے۔

منظور شدہ ٹینڈر کے مطابق یہ امریکی فرم روزانہ ایک ٹیوب ویل نصب کرنے کی رفتار سے کام کرے گی اور اس طرح چھ سو ٹیوب ویلز چھ سو دن میں نصب ہوں گے۔ روزانہ پانچ سو ایکڑ اراضی کی اصلاح ہوگی اور کل یومیہ خرچ تخمینہ تقریباً ایک لاکھ روپے ہے

مزید معلوم ہوا ہے کہ واٹر اینڈ پاور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (واپڈا) کے زیر انتظام چوہڑکانہ حڑانوالہ پنڈی بھٹیاں، چیچو کی ملیاں، شاہ کوٹ، خانقاہ ڈوگراں، ظفروال۔ حافظ آباد اور سانگلہ ہل کے علاقوں میں سیم کی تباہ کاریوں کے سدباب کے لئے مزید چار سو ٹیوب ویلز نصب کرنے کے لئے متعدد ٹینڈر اتھارٹی کے دفتر میں موصول ہو چکے ہیں۔ ان میں ایک ٹینڈر پہلی مرتبہ ایک پاکستانی فرم نے ایک امریکی فرم کو ساتھ ملا کر پیش کیا ہے۔ خیال ہے کہ اس سلسلہ میں قطعی فیصلہ ہفتہ عشرہ میں ہو جائیگا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ واپڈا کے منظور کردہ ایک عظیم منصوبہ کے تحت رچنا دوآب کے علاقہ کی چودہ لاکھ ایکڑ سیم و تھور زدہ اراضی کی اصلاح کے لئے دو ہزار ٹیوب ویلز نصب کئے جائیں گے پروگرام کے مطابق یہ کام ۱۹۶۱ء کے وسط میں مکمل ہوگا۔ اور اس طرح اس علاقہ میں ۱۹۶۵ء تک اناج کی پیداوار میں آٹھ لاکھ ٹن کا اضافہ ہوگا۔

ان ٹیوب ویلز کے لئے چیچو کی ملیاں ہائیڈل سٹیشن شادیوالی ہائیڈل سٹیشن اور گوجرانوالہ ہائیڈل سٹیشن کی تقریباً ۱۲ ہزار کلو واٹ بجلی ضلع شیخوپورہ کے سیم زدہ علاقہ میں سپلائی کی جا رہی ہے۔

پاکستان میں مغربی جرمنی کا سرمایہ

کراچی ۲۳ر اکتوبر۔ حال ہی میں مغربی جرمنی کا چھ رکنی وفد فان برگن کی قیادت میں پاکستان آیا تھا۔ اس نے پاکستان میں مغربی جرمنی کا سرمایہ لگانے کے بارے میں پاکستانی وفد سے بات چیت شروع کر دی ہے۔ پاکستانی وفد کی قیادت وزارت خزانہ کے سیکرٹری مسٹر ایس اے حسن کو سونپی گئی ہے۔

بات چیت کے آغاز پر تجارت، صنعت اور مالیات کی وزارتوں کے کئی افسر موجود تھے کہا جاتا ہے کہ جرمنی وفد اپنے ساتھ معاہدے کا جو مسودہ لایا تھا [illegible]

پاکستان نے اس پر غور شروع کر دیا ہے۔ توقع ہے کہ نومبر کے ہفتے مسٹر حسن حکومت جرمنی کی دعوت پر بون جائیں گے۔ وہ مختلف حلقوں میں سرمایہ کاری کے بارے میں تقریریں کریں گے۔ تاکہ مغربی جرمنی کے سرمایہ کاروں کو پاکستان میں روپیہ لگانے کی ترغیب دی جا سکے۔

باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق پاکستان اور مغربی جرمنی کی بات چیت مسٹر حسن کے دورے کے بعد آخری شکل اختیار کرے گی۔ یہ معاہدہ دستخط ہونے کے بعد جرمن سرمایہ کاروں کے لئے پاکستان میں سرمایہ لگانے کے لئے محرک ثابت ہوگا۔ ذمہ دار جرمن حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جس طرح پاکستان جرمن سرمایہ اور جرمن ماہرین کی خدمات سے مستفید ہونے کا متمنی ہے۔ ویسے ہی حکومت جرمنی بھی دل سے یہ چاہتی ہے۔ کہ پاکستان کو جرمن سرمائے اور جرمن ماہرین کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جائے۔ یاد رہے حکومت جرمنی اس سے پیشتر بھی پاکستان کو ستر کروڑ مارک قرض دے چکی ہے۔

غذائیت کی تیسری بین الاقوامی فوجی کانفرنس

راولپنڈی ۲۳ر اکتوبر۔ غذائیت کی تیسری بین الاقوامی فوجی کانفرنس میں کل بھی غذائیت کے مسئلے پر متعدد مضامین پڑھے گئے۔ سب سے پہلے ایران کے بریگیڈیر جنرل زعیم الایران نے مقالہ پڑھا۔ ان کے بعد پاکستان کے لفٹیننٹ کرنل بخاری نے جو پاکستان میڈیکل کور میں طب نفری کے ماہر ہیں۔ اپنے مقالے میں کہا کہ گرم ملکوں اور نیم گرم ملکوں میں جو خوراک استعمال کی جاتی ہے۔ اس میں لوہے کی بڑی کمی ہوتی ہے ظاہر ہے۔ کہ لوہے کے فقدان کے باعث جسم میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جو کمزوریوں کو دعوت دیتی ہے۔

کل کے اجلاس میں امریکہ کے ڈاکٹر ولیم جی یار بی ترکیہ کے کرنل بیکان اور ادارہ خوراک و زراعت کے ڈاکٹر اے جی دین نے بھی مضامین پڑھے۔

آئزن ہاور کے نام خروشیف کا خط

واشنگٹن ۲۳ر اکتوبر: مسٹر خروشیف وزیراعظم روس نے صدر آئزن ہاور کے نام ایک خط ارسال کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چین کی طرف سے فارموسا کے بارے میں ملکیت کا جو دعوے کیا گیا ہے۔ میں اس کی پوری تائید کرتا ہوں۔

امریکی سیکورٹی آفیسر نیویارک پہنچ گیا

نیویارک ۲۳ر اکتوبر: سفارت امریکہ متعینہ ماسکو کے جس سیکورٹی آفیسر کو حکومت روس نے جاسوسی کے الزام میں ملک بدر کر دیا تھا وہ اپنے بال بچوں سمیت کل بذریعہ طیارہ ماسکو سے نیویارک پہنچ گیا۔

قبرص کے یونانی نمائندے اب آئین سازی کی بات چیت میں حصہ نہیں لیں گے

آرچ بشپ میکاریس کا اعلان۔ ترکوں پر اسلحہ سمگل کرنے کی کوشش کا الزام

نکوسیا ۲۳ر اکتوبر۔ یونانی قبرصی لیڈر آرچ بشپ میکاریس نے آئین سازی سے متعلق بات چیت معطل کر دینے کا اعلان کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ حال ہی میں جزیرے کے ترکوں نے اسلحہ سے بھرے ہوئے ایک جہاز کو ساحل پر کھڑا کر کے اسلحہ سمگل کرنے کی کوشش کی تھی اور ان کا یہ اقدام ظاہر کر رہا ہے کہ ان میں خیر سگالی کے جذبے کا فقدان ہے۔

آرچ بشپ مکاریاس نے ترکیہ کے اس جہاز کا نام "ڈینز" بتایا ہے جس کے ذریعہ (بقول ان کے) کھلے وفادار جزیرے کے ترکوں نے اسلحہ سمگل کرنے کی کوشش کر کے عدم اخلاص کا ثبوت دیا ہے۔ آپ نے کہا اب یونانی آئین ساز کمیشن کے یونانی ارکان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ بات چیت کے لئے کمیشن کے اجلاس میں شریک نہ ہوں۔

نکوسیا سے رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ ترکیہ کے جہاز "ڈینز" کے تین ملاح گرفتار کر لئے گئے۔ ان پر الزام یہ ہے کہ انہوں نے جزیرے کے ترکوں کے لئے اسلحہ درآمد کرنے کی کوشش کی ہے۔ پولیس نے انہیں عدالت میں پیش کر کے ان کا ریمانڈ حاصل کر لیا ہے۔

اس اثنا میں ایک ترک لیڈر نے ایک بیان میں کہا کہ آرچ بشپ مکاریاس کے اقدام سے ترکوں کو کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ کیونکہ یونانی قبرص کے اخبارات کی جھوٹی خبروں کے بہانے پہلے ہی آئینی کمیشن کی راہ میں رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ ترکوں کو اچھی طرح علم ہے کہ یونانی قبرصیوں نے یونان سے اسلحہ درآمد کرنے کی کتنی کوششیں کی ہیں اس کے علاوہ وہ برطانوی فوجی کیمپوں سے بھی ہمیشہ اسلحہ چرانے کے جرم کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود ترکوں نے آئینی کمیشن کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔

کراچی میں قانون روزگار کا نفاذ

کراچی ۲۴ر اکتوبر۔ مرکزی حکومت نے ۱۹ر اکتوبر سے وفاقی دارالحکومت کے سوتی اور اونی کپڑے کے کارخانوں میں روزگار (سروس ریکارڈ) قانون مجریہ ۱۹۵۱ء نافذ کر دیا ہے۔ اس قانون کے مطابق کارخانہ دار مجبور ہیں کہ اپنے ملازموں کی خدمات کا باقاعدہ طور پر ریکارڈ رکھیں۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

م۔ گروہ اپنے اپنے رابطہ افسروں کے ذریعہ ان سے رابطہ قائم رکھیں۔

کولمبو ملکوں کی کانفرنس لنکا میں نہیں ہوگی

کولمبو ۲۳ر اکتوبر۔ لنکا کی طرف سے کولمبو پلان میں شامل ملکوں کو اطلاع دی گئی ہے کہ کولمبو ملکوں کی کانفرنس فی الحال لنکا میں نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ وہاں کے حالات دگرگوں ہیں۔ البتہ اگر پاکستان۔ بھارت۔ انڈونیشیا اور برما سے کسی ملک نے کانفرنس کا انتظام کر دیا تو لنکا اس میں شریک ہو جائے گا۔ سرکاری حلقوں میں بتایا گیا ہے کہ حکومت لنکا کے فیصلے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسٹر بندرانائیکے کے قتل کے باعث ابھی تک ملک میں ہنگامی صورت حال موجود ہے۔

صوبے کے فلاحی محکموں کے لئے زر مبادلہ

لاہور ۲۳ر اکتوبر۔ مغربی پاکستان کے فلاحی امور انجام دینے والے محکموں کے لئے جولائی سے دسمبر تک کی مدت کے لئے ستائیس لاکھ پچیس ہزار روپیہ کا زر مبادلہ مختص کیا گیا ہے۔ اس مد میں سب سے زیادہ رقم محکمہ آبپاشی کے لئے مختص کی گئی ہے جو بیالیس لاکھ ستائیس ہزار روپیہ ہے۔ محکمہ زراعت کو دو لاکھ دس ہزار روپیہ کی رقم نیز محکمہ آبکاری۔ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور سماجی بہبود کی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے بالترتیب ایک لاکھ اکتیس ہزار ایک لاکھ آٹھ ہزار اور پچاس ہزار روپیہ کی رقم دی گئی ہے۔

متعلقہ محکموں نے حکومت مغربی پاکستان کے محکمہ رسد و ترقیات کو ان رقوم سے متعلق اپنے مطالبات روانہ کر دیئے ہیں اس سلسلہ میں مزید اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ زر مبادلہ طلب کرنے والے محکموں کے افسر نومبر میں کراچی جائیں گے اور موقع پر اپنے مطالبات پر نظر ثانی کریں گے تاکہ تمام امور دسمبر تک کی درآمدی مدت کے اندر اندر طے پا جائیں۔ اس مقصد کے لئے محکمہ رسد و ترقیات کے ناظم اعلیٰ نے تمام زر مبادلہ حاصل کرنے والے دفتروں کو مطلع کر دیا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے اٹھارویں سالانہ اجتماع کا افتتاح

مقام اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تشریف آوری

خدام کی طرف سے فرطِ محبت اور جوشِ عقیدت کے والہانہ اظہار کا پُرکیف نظارہ

ربوہ ۲۴ اکتوبر۔ کل یہاں مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو نماز جمعہ کے بعد خدام الاحمدیہ کا اٹھارواں سالانہ اجتماع دینی تم[illegible] اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ شروع ہوگیا۔ اجتماع کا افتتاح محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس روح پرور پیغام کو پڑھ کر سنانے کے ساتھ کیا جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی موجودہ علالت اور ناسازیٔ طبع کے باوجود اٹھارھویں سالانہ اجتماع کے موقع پر ازراہ شفقت لکھوا کر بھجوایا۔ اور جس میں حضور نے خدام سے تبلیغ اسلام کی جدوجہد کو تا قیامت جاری رکھنے اور اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے چلے جانے کا عہد لیا۔ بعد ازاں محترم نائب صدر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح اجتماع کا افتتاح خدمت اسلام کے عہد کی ایک نئے جوش اور نئے عزم کیساتھ تجدید اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان عمل میں آیا۔

افتتاح کے بعد ساڑھے چار بجے شام کے قریب جگہ جگہ ورزشی کھیلوں کا پروگرام جاری تھا اور خدام والی بال اور کبڈی کے مقابلوں میں حصہ لے رہے تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ناسازیٔ طبع کے باوجود ازراہ شفقت مقام اجتماع میں تشریف لائے۔ جونہی حضور ایدہ اللہ کی موٹر کار مقام اجتماع کے دروازے پر پہنچی تو حضور کی تشریف آوری کی خبر یکدم مقام اجتماع کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک پہنچ گئی۔ اور خدام جو ورزشی کھیلوں کے مقابلہ جات دیکھنے میں مصروف تھے۔ دیوانہ وار مقام اجتماع کے ان راستوں کی طرف دوڑ پڑے جن سے حضور کی کار گزرنی تھی۔ حضور کے دیدار سے مشرف ہونے کی تڑپ اور محبت و عقیدت کے والہانہ اظہار کا یہ نظارہ عجب کیف و سرور کا حامل تھا۔ خدام دیکھتے ہی دیکھتے راستہ کے ساتھ ساتھ دو رویہ قطاروں میں آ کھڑے ہوئے۔ حضور کی موٹر کار جس میں حضور کے ساتھ محترم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب مکرم جناب سید عبد الرزاق شاہ صاحب اور مکرم جناب سید داؤد احمد صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ خدام کے درمیان میں سے گزرتی جاتی تھی اور خدام "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہتے جاتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ اسی طرح پورے مقام اجتماع کا دورہ اور معائنہ کرنے کے بعد موٹر کار ہی میں واپس تشریف لے گئے۔ حضور کی موٹر کار جب مقام اجتماع میں سے ہوکر اجتماع کے گیٹ پر واپس پہنچی تو خدام نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری اور حضور کے دیدار سے مشرف ہونے کی خوشی میں اظہار تشکر کے طور پر پُرجوش نعرے بلند کئے۔ چنانچہ تمام فضا نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد کے پُرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔

افتتاحی اجلاس کی کارروائی!

افتتاحی اجلاس کی کارروائی پونے تین بجے سہ پہر کے قریب محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت اسی حال میں شروع ہوئی کہ شریک ہونے والی جملہ مجالس کے خدام اپنے اپنے خیموں کے سامنے صف وار کھڑے تھے۔ پہلے مکرم بشارت احمد صاحب بشیر مہتمم عمومی مجلس مرکزیہ نے قرآن مجید کی تلاوت کی بعدہٗ محترم نائب صدر صاحب نے خدام سے ان کا عہد دہرایا جسے خدام نے آپ کی اقتداء میں عہد دہرا چکے تو محترم نائب صدر صاحب نے تمام خدام کو جو ابھی تک اپنے خیموں کے آگے صف وار کھڑے تھے باری باری قطار در قطار آگے آنے اور سٹیج کے سامنے دریوں پر بیٹھنے کی ہدایت فرمائی۔ جب تمام خدام آکر بیٹھ گئے تو آپ نے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں خدام الاحمدیہ کے اٹھارہویں اجتماع کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام کو سنانے کیساتھ کرتا ہوں جو حضور نے ازراہ شفقت خاص اس موقع کے لئے مرحمت فرمایا ہے چنانچہ اس کے بعد آپ نے حضور کے تازہ روح پرور تفصیلی پیغام کا مکمل متن پڑھ کر سنایا اور پیغام سنانے کے دوران خدام سے تبلیغ اسلام کے متعلق وہ عہد دہرایا۔ جو حضور نے اس پیغام کے ذریعہ خدام سے لیا ہے اور اسے نسلاً بعد نسلٍ دہراتے چلے جانے کی تلقین فرمائی ہے۔ خدام نے کھڑے ہو کر جس اخلاص اور جذبہ و جوش کیسا تھ یہ عہد دہرایا تھا اس کا نظارہ حد درجہ روح پرور اور ایمان افروز تھا حضور کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنانے اور اس کے دوران خدام سے تبلیغ اسلام سے متعلق ایک مقدس اور تاریخی عہد دہرانے کے بعد محترم نائب صدر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے اٹھارہویں سالانہ اجتماع کا آغاز ہوا۔

امسال اجتماع میں ۱۱۷ مجالس کے ۹۶۷ خدام اور ۵۶۰ اطفال شرکت کر رہے ہیں۔ یاد رہے گذشتہ سال اجتماع کے پہلے روز ۹۰۱ خدام اور ۵۰۳ اطفال نے شرکت کی تھی۔ اس طرح امسال پہلے روز کی ہی افراد شماری کے مطابق گذشتہ سال کی نسبت ڈیڑھ صد سے زائد خدام اور اطفال نے شرکت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(اجتماع کی مفصل رپورٹ آئندہ)

اعانت الفضل

مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ کے بڑے صاحبزادے چوہدری محمد الیاس احمد صاحب چیمہ کی شادی رشیدہ البشریٰ بی۔اے بنت چوہدری غلام مرتضےٰ صاحب وکیل القانون بعوض مبلغ دو صد پچاس روپے ۲۵۰ یکم ستمبر ۱۹۵۹ء ربوہ میں ہوئی۔ اس خوشی میں مکرم چیمہ صاحب نے ۲۵ روپے بطور اعانت الفضل عطا کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

(مینیجر الفضل)